رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

قیمت سالانہ سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

| نمبر ۸۶ | مطابق ۲۵ - رجب ۱۳۳۶ھ | سہ شنبہ | ۷ - مئی ۱۹۱۸ء | جلد ۵ |

مدینۃ المسیح

سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی معہ اہل و عیال ۳ - مئی کو عصر اور مغرب کے درمیان یہاں سے روانہ ہوئے۔ حضور مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے مولانا سید محمد سرور شاہ اور مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ کے سہارے سے اتر کر پہلے پالکی میں سوار ہوئے بیرون قصبہ جا کر تکلیف کی وجہ سے حضرت نواب صاحب کی بگھی میں لیٹ گئے گاڑی نہایت آہستہ آہستہ چلکر ۹½ بجے بٹالہ پہنچی شب بھر وہاں مقام رہا صبح کے وقت لاہور تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ ام المومنین اور جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور جناب مولوی شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی اہل مع بنات ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب ہیں۔ وغیرہ

حضرت نے اپنی عدم موجودگی میں مولانا شیر علی صاحب م

اخبار احمدیہ

خدمات جنگ کے صلہ میں ایک احمدی کی عزت افزائی

ماہ اگست ۱۹۱۷ء میں ہز آنر جناب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر صوبہ پنجاب فیروز پور میں تشریف لائے۔ آپ نے یہاں ایک دربار منعقد فرمایا۔ اور اپنی تقریر کے دوران میں بڑے افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا۔ کہ ضلع فیروز پور نے دیگر ضلعوں کی نسبت فوجی خدمت میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ اس سے وفادار رعایا نے اپنے فرض کا احساس کیا۔ اور نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ اس کے بعد اس نے فوجی خدمت میں کمال کوشش سے کام لیکر اپنے دھبہ کو اس دھبہ سے پاک کر دیا ہے۔ ہمارے مخلص اور معزز بھائی پیر اکبر علی صاحب بی اے - ایل - ایل - بی وکیل نے خاص طور پر اس نہایت ضروری کام میں حصہ لیا۔ اور اپنی پریکٹس کی پرواہ نہ کر کے بیرونجات میں دورے کئے۔ وقتاً فوقتاً ٹریکٹس لکھے۔ اور ضلع کو اس کے اس فرض منصبی کی طرف خوب طور پر متوجہ کیا۔ چنانچہ تھوڑی مدت کے اندر اندر بہت سے ہتھیار بند جوان گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔ اس حسن کارکردگی کے صلہ میں ۱۱ - ماہ اپریل کو جناب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر نے یہاں دربار عام میں پیر صاحب موصوف کو ایک سند مع ایک بندوق قیمتی دو صد روپیہ بطور انعام مرحمت فرمائی۔ جو ہمارے لئے بڑی خوشی اور فخر کا موجب ہے۔ اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے۔ کہ جس طرح دنیاوی حکام ان خدمات کی قدر کرتے ہیں۔ جو انکی خوشنودی کو مد نظر رکھ کر کرنے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

کیلئے بجالائی جائیں - اور ان کے عوض انعامات دیتے ہیں اسی طرح رب العلمین کی درگاہ سے ان مومنوں کو انعام ملنے کی توقع رکھنی چاہیئے - جو خدمت دین میں سرگرمی اور پوری تندہی کے ساتھ کوشش کریں او برعکس اس کے بغیر نمایاں کوشش کے انعام کی امید رکھنا خیال باطل ہے -

فرزند علی سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور

کانپور میں تبلیغ

جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم - اے - تحریر فرماتے ہیں -

کہ ہم ۱۹ - اپریل کو کانپور پہنچے - اس دن ۵ - بجے سے ۸ - بجے شام تک جناب حافظ روشن علیصاحب نے وفات مسیح پر تقریر کی - ایک شخص نے چند سوال کیئے - جن کے جوابات دیئے گئے - اس کے بعد عوام نے مولوی صاحبان اور طلباء عربی کی سرکردگی میں شور ڈالنے کی کوشش کی - مگر چونکہ جلسہ ختم ہو چکا تھا - اسلیئے انکی کوشش رائیگاں گئی -

۲۰ - اپریل کو جناب چوہدری صاحب کی تقریر صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی - اس کے بعد لوگوں نے سخت شور ڈالا - پھر جناب حافظ صاحب نے نماز کی حقیقت بیان کی جس سے لوگوں پر اچھا اثر ہوا اور ۲۱ - اپریل کو جناب چوہدری صاحب کا لیکچر بعنوان "اسلام" ہوا - اس میں ہندو بھی تھے - بہ اختتام لیکچر برکات اسلام کے طور پر حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے مقدس وجود کو بھی پیش کیا گیا - ایک مولوی ستار احمد نے کہا کہ (حضرت) مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے - کہ میں افضل الرسل ہوں اسکو کہا گیا - کہ دکھاؤ - وہ نہ دکھا سکا - اس سے ذلیل ہو کر فساد پر آمادہ ہوا - اور مباحثہ کا چیلنج دیا اور ایک اور مولوی کرم علی نامی ڈیڑھ دو سو آدمی لیکر مکان پر آیا - اور مباحثہ کرنا چاہا - ان کو جواب دیا گیا - کہ ہم تمہارے جیسے لوگوں سے مباحثہ نہیں کر سکتے - جب تک شرفاء اس میں حصہ نہ لیں - ان دونوں نے اشتہار شائع کرائے کہ "قادیانی بھاگ گئے" اس اثناء میں مناظرہ کے متعلق مدرسہ الٰہیات والوں کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی - ان سے شرائط وغیرہ کا جلد فیصلہ ہو گیا - جب مخالفین مذکورہ بالا اشتہارات تقسیم کرتے پھر رہے تھے - تو یہ اعلان بھی ہوا کہ "مولانا آزاد سبحانی احمدیوں کیساتھ مناظرہ کرینگے - اس اعلان کے باعث ان اشتہارات کا اثر کالعدم ہو گیا - ۲۳ اور ۲۴ - اپریل کی درمیانی شب کو جناب حافظ صاحب اور مولوی آزاد سبحانی صاحب کے درمیان وفات مسیح پر ۲½ گھنٹہ تک گفتگو ہوئی -

آزاد صاحب نے ابتدائی تقریر میں کہا کہ وہ حیات مسیح کے مدعی نہیں - اور اس زمانہ کے تمام مشاہیر کی یہی رائے ہے - کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے ہیں اور پرانی طرز کے مولوی صاحبان اپنے پرانے خیال میں پختہ ہیں - اس لئے آزاد صاحب اس مسئلہ کے متعلق کوئی رائے نہیں رکھتے - اور آپ نے بجائے مناظر کے ایک متلاشی کی حیثیت سے جناب حافظ صاحب سے وفات مسیح کا ثبوت طلب کیا - ان کی تقریر کے بعد جناب حافظ صاحب نے تقریر کی جس کے بعض حصوں پر آزاد صاحب نے جرح کی کئی بار کی رد و قدح کے بعد توفی کے معنوں پر بحث ہوتے ہوئے مناظرہ ختم ہو گیا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا -

۲۴ - اپریل کو صداقت مسیح موعود پر مباحثہ تھا - جس کی تا حال کوئی رپورٹ ہمارے پاس نہیں آئی -

دہرم کوٹ بگہ میں تبلیغ

برادر جلال الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ دہرم کوٹ بگہ لکھتے ہیں - کہ ۲۶ - اپریل کو شیخ چراغ الدین صاحب مبلغ اس قصبہ میں آئے - آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک تقریر کی - اور خطبہ جمعہ میں بھی مفید باتیں بتائیں -

درخواست دعا

برادر منشی عبد الغنی صاحب اور سیر بٹالہ کی اہلیہ اور برادر برکت علیصاحب ہوشیارپوری (حال امرتسر) کی اہلیہ اور برادر محمد اشرف صاحب نورپور کی اہلیہ اور محمد ابراہیم صاحب کا چچازاد بھائی بیمار ہیں - احباب ان کی صحت یابی کیلیئے دعا فرمائیں -

نماز جنازہ

برادر نبی بخش صاحب بنجارہ سکنہ بن باجوہ کی اہلیہ اور برادر حیات محمد صاحب موگا کا لڑکا محمد اسمٰعیل اور فضل الرحمن صاحب نوشہرہ کی ہمشیرہ نور جہاں اور ملک پیر بخش صاحب اپیل نویس تحصیل صوابی ضلع پشاور سکنہ شہر جالندھر اور ملک غلام محمد صاحب کی والدہ جو بہت ضعیف العمر تھیں - اور محمد ابراہیم صاحب ضلع گوجرانوالہ کے چچا اور چچی فوت ہو گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں -

نبی کی شناخت

اس نام کا ایک رسالہ حال میں برادرم بابو محمد صدیق صاحب احمدی متصل عدالت کیمپ میرٹھ نے طبع کرا کر شائع کیا ہے - جسمیں مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام پر کئیں مشہور و معروف غیر احمدی علماء کی شہادتیں ان کے اپنے الفاظ میں درج کی گئی ہیں - نیز مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے رو سے ایک مختصر مگر بہت لطیف بحث درج کی ہے - جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی وجہ سے نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا - بلکہ آپ کی کامل اتباع اور فرمانبرداری سے آپ کے فیض کے ذریعہ غیر تشریعی نبوت حاصل ہو سکتی ہے - اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی صداقت قرآن کریم اور احادیث کے ان معیاروں کے مطابق ثابت کیگئی ہے - جو خدا کے برگزیدہ بندوں کی صداقت پرکھنے کیلئے مقرر ہیں - اس گرانی کے زمانہ میں جبکہ کاغذ بہت ہی گراں ہو گیا ہو - چالیس صفحے کا رسالہ بہت عمدہ سفید کاغذ پر اچھی لکھائی چھپائی کے ساتھ چھپوا کر مفت شائع کرنا - برادر موصوف کے اخلاص اور جوش کا بہت اچھا ثبوت ہے - اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس جوش اور ہمت میں روز بروز ترقی دے اور اس کے بدلہ میں دین و دنیا کی کامیابی عطا کرے - احباب جسقدر پرچوں کی ضرورت خیال کریں - اسکے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۷ مئی ۱۹۱۸ء

خواجہ حسن نظامی صاحب کے "مرشد" پر نظر

(۱)

خواجہ حسن نظامی صاحب نے "مرشد" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ جس کے دو نمبر ہمارے پاس بھی پہنچے ہیں۔ رسالہ کے پروپرائیٹر ایم۔ شرف الدین خانصاحب کا ارشاد ہے۔ کہ ہم اسکی "ظاہری اور باطنی" خوبیوں کے متعلق اپنی رائے ظاہر کریں جسے وہ مرشد میں درج کر دیں گے۔ ہمیں ان کے امتثال امر میں کوئی عذر نہیں لیکن اسقدر کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر وہ ہماری رائے کو درج رسالہ کرنا پسند کریں تو تمام و کمال درج کریں۔ صرف کسی ایک حصہ پر اکتفا نہ کریں۔ تاکہ ناظرین "مرشد" اسکی صحت یا عدم صحت کا پوری طرح اندازہ لگا سکیں۔

رسالہ کو ظاہری طور پر خوبصورت اور دلکش بنانے کی پوری سعی کی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ معنوی لحاظ سے کوئی بات ایسی نہیں۔ یا کم از کم ہمیں نظر نہیں آئی جو قابل توصیف ہو۔ قریباً تمام ہی مضامین میں اس قسم کا چلبلاپن پایا جاتا ہے جو ثقاہت اور متانت کے بالکل خلاف ہے۔ تعجب ہے اس کو خواجہ صاحب اپنے لیے مایہ افتخار سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں جو بات سخت ناپسندیدہ نظر آئی وہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے صرف لفاظی اور فقرہ بندی سے ہی اپنے مخاطبین پر نہ صرف اپنی قابلیت اور ہمہ دانی کا سکہ جمانے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ اسی طریق سے اپنے تقویٰ و طہارت زہد و اتقا حق پسندی۔ اور صداقت شعاری کو بھی ثابت کرنا چاہا ہے اور اس بات کا ہرگز خیال نہیں رکھا۔ کہ اسطرح قول اور فعل میں کسقدر تضاد اور تخالف واقع ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس نہ تو اتنا وقت ہے اور نہ اتنی گنجائش کہ "مرشد" کے ہر ایک مضمون پر تنقیدی نظر ڈال سکیں لیکن چند ایک موٹی موٹی باتیں بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اور امید ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اسی قدر کافی ہوگا۔

ٹائیٹل کے پہلے صفحے پر خواجہ صاحب نے اپنے آپ کو "کاتب بامر اللہ" قرار دیا ہے۔ یہ خطاب اگر انہوں نے خدا تعالیٰ کی کسی وحی اور الہام کی بنا پر اختیار کیا ہو تو خیر۔ اس وحی سے لوگوں کو آگاہ کر دینا ہی کافی ہوگا لیکن اگر اپنے لیے آپ ہی تجویز کر لیا ہے۔ تو ہم ان کی خود پسند طبیعت کو بڑی خوشی کے ساتھ "مبارک ہو" کہنے کیلئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ

ثنائے خود بخود گفتن نہ زیبد مرد دانا را

کو غلط ثابت کر دیں۔

(۲)

تمام اخبارات پر خواجہ حسن نظامی کا ہتک آمیز الزام

پہلے ہی مضمون میں "مرشد" کی پالیسی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "یہ رسالہ کسی فرقہ کی پالیسی کا پابند نہیں ہے۔ کیوں اس لیے کہ اس وقت نے بتا دیا اور دکھا دیا ہے کہ جن پرچوں نے ایک جماعت یا ایک خیال کی تائید اپنی پالیسی بنائی ہے۔ وہ عموماً بے دیانت اور بہت دہرم ہو جاتے ہیں یعنی اگر ان کو اپنے مقررہ خیال و پالیسی کے خلاف کسی دوسرے فرقہ میں کوئی اچھی اور حق بات بھی معلوم ہوتی ہے تو آنکھیں بند کر کے ضمیر کا گلا گھونٹ کر اسکی سچائی پر سیاہی مل دیتے ہیں۔ اول تو اسکا ذکر ہی نہیں اپنے کاغذستان میں نہیں آنے دیتے اور لکھتے ہیں۔ تو توڑ مروڑ کر اصلیت کا چہرہ غلط صورت میں بنا کر۔ اس ہندوستان میں تو سب ہی اخبار و رسالے اسی سراپا عصیاں راستے میں چل رہے ہیں"

ان الفاظ میں جناب خواجہ صاحب نے ہندوستان کے تمام اخبارات و رسالجات کی نسبت جو نامناسب الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان کے متعلق ہم اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور خواجہ صاحب کی غلط بیانی کی ہم بڑے زور کے ساتھ تردید کرتے ہیں۔ دیگر اخبارات کو بھی چاہیئے۔ کہ خواجہ صاحب کو اس بات کے لیے مجبور کریں۔ کہ یا تو وہ ان نامناسب الفاظ کو ندامت کیساتھ واپس لیں۔ یا ہر ایک اخبار کے متعلق اپنے الزام کا ثبوت بہم پہنچائیں۔

خواجہ صاحب کو ہرگز یہ حق حاصل نہ تھا۔ کہ ایسے ہتک آمیز الفاظ میں ہندوستان کے سب اخباروں اور رسالوں کو یاد کرتے۔ لیکن تعجب ہے کہ جس الزام کی بنا پر انہوں نے تمام اخبارات کو "سراپا عصیاں راستہ پر چلنے والے قرار دیا ہے۔ خود اگلے ہی صفحہ پر اس کے مرتکب نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ آپ محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کے اہلکاروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"مجھے معلوم ہے کہ سر چارلس کلیولینڈ کو اپنے محکمہ کے لئے آسمانی فرشتے کام کیلئے میسر آنے محال ہیں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر میرزا محمود احمد قادیانی سے خواہش کر کے کچھ فرشتے اپنے محکمہ میں ملازم رکھ بھی لیں۔ (مرزا صاحب مذکور کا دعویٰ ہے کہ فرشتے ان کے پاس باتیں کرنے آیا کرتے ہیں) تب بھی پبلک کا نادان اور حقوق شہریت اور تحفظ امن کے قواعد سے بے خبر حصہ ان کے محکمہ سے خوش اور مطمئن نہیں ہوگا"

اس عبارت میں خواجہ صاحب نے حضرت میرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کا ذکر جن الفاظ میں کیا ہے۔ ان سے جہاں ان کی متانت اور ثقاہت کا پردہ چاک چاک ہو جاتا ہے۔ وہاں ان پر ان کے اپنے ہی وہ الفاظ جو انہوں نے تمام اخبارات و رسالجات کے متعلق استعمال کیے ہیں پورے پورے منطبق ہو جاتے ہیں۔

کیا جناب خواجہ صاحب براہ کرم بتلا سکتے ہیں۔ کہ ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے۔ کہ "میرزا صاحب مذکور کا دعویٰ ہے کہ فرشتے ان کے پاس باتیں کرنے آیا کرتے

ہیں " ہم بڑے زور کے ساتھ کہتے ہیں - کہ ہرگز نہیں۔ یہ انہوں نے " آنکھیں بند کر کے " اور ضمیر کا گلا گھونٹ کر ایک سچائی پر سیاہی " مل دینے کی کوشش کی ہے اور اصل مطلب کو " توڑ مروڑ کر " اور " اصلیت کا چہرہ غلط صورت میں بنا کر " پیش کیا ہے - اور اس طرح وہ خود اس " ٹھہرایا عصیاں راستہ پر " چل کر جس کا الزام دوسروں کو دیتے ہیں - دیگراں را نصیحت خود را فضیحت کے مصداق بن گئے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی دروغ بیانی (۳)

خواجہ صاحب نے ایک مضمون " بازار کا جھوٹ " کے عنوان سے رقم فرمایا ہے - جس میں لین دین کے معاملات میں دروغ بیانی کا نقشہ کھینچنے کے بعد اسکی اصلاح کے لئے ایک صیغہ مقرر کیا ہے - اور خود اس کے منتظم بنے ہیں - یہ کوشش اور سعی بذاتہ بہت اچھی اور عمدہ ہے - لیکن سوال یہ ہے - کہ کیا خواجہ صاحب اس صیغہ کا افسر اعلےٰ بننے سے پیشتر اپنے متعلق اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں - کہ ان کا دامن تقدس تو جھوٹ کی غلاظت سے ملوث نہیں - وہ کوئی ایسا ثبوت بہم پہنچادیں - تو ہم انہیں اس کام کے سرانجام دینے کیلئے موزوں و مناسب سمجھ لینگے - لیکن اگر برخلاف اس کے ایسے واقعات موجود ہوں - جن میں جناب خواجہ صاحب نے صاف طور پر اس فعل ناروا کا ارتکاب کیا ہو - تو ہم ان کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرنیکے لئے مجبور ہونگے - کہ پیشتر اس کے کہ وہ بازار کے جھوٹ کو روکنے کے لئے کوئی صیغہ مقرر کریں - خود اپنے اوپر ہی قابو پانے کی کوشش کریں - کہ دوسروں کی نسبت ان کی اپنی ذات کا ان پر زیادہ حق ہے اور انکو جھوٹ کے روکنے میں کامیابی بھی اس کے بعد ہی ہو سکتی ہے -

ممکن ہے جناب خواجہ صاحب ہماری اس گذارش کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھیں - اور بغیر سوچے سمجھے تحریر فرمادیں - کہ ان کے متعلق ہم نے جو خیال ظاہر کیا ہے - وہ غلط ہے - ان کا قدم کبھی صداقت شعاری اور راست بیانی سے نہیں ڈگمگایا - اس لئے ہم انہیں کی چند ایک تحریریں اپنے بیان کی تائید میں پیش کرنا چاہتے ہیں - اگر ان کے سمجھنے میں ہمیں غلطی ہوئی ہو - تو ہم ہر وقت اسکی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہیں - لیکن اگر جو کچھ ہم نے سمجھا ہے - وہی صحیح اور درست ہے - تو جناب خواجہ صاحب کو غور فرمانا چاہیئے - کہ ان کی ایسی تحریروں کی موجودگی میں کون نادان ہوگا - جو انہیں دوسروں سے " سچ بولنے اور ایک بات کہنے کا عہد " لینے کے قابل سمجھے -

جناب خواجہ صاحب کی مذکورہ بالا تحریریں حسب ذیل ہیں - ان سے ناظرین خود اندازہ لگا لیں - کہ خواجہ صاحب " سچ بولنے اور ایک بات کہنے " کے کہاں تک پابند ہیں -

آپ نے رسالہ نظام المشائخ محرم نمبر میں تحریر فرمایا تھا - کہ

" اگر تم (حضرت خلیفۃ المسیح) کو یہ **مباہلہ** منظور ہو - تو **ربیع الاول ۱۳۳۶ء** ہجری کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لیکر اجمیر آجاؤ - "

اس کے بعد آپ نے ۲۷ - دسمبر ۱۹۱۷ء کے اخبار " ذلیش " لاہور میں یہ الفاظ تحریر کرائے - کہ

" میں نے **مباہلہ** کی حیثیت سے ان (حضرت خلیفۃ المسیح) کو چیلنج نہیں دیا اور نہ **مباہلہ کا نام** اس مضمون میں تھا - جو اس سلسلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا ہے "

ناظرین کرام ان دونوں تحریروں کو بالمقابل رکھکر نتیجہ خود نکال لیں - اور راست بازی کا دوسرا نمونہ دیکھیں -

لکھنؤ کی ان کاظمی بانو صاحبہ کے پہلے خط سے جن کا چرچا خواجہ صاحب کی مہربانی سے اخبارات میں ایک مدت تک ہوتا رہا ہے - جب خواجہ صاحب نے ایک عجیب و غریب نتیجہ نکالا - تو انہوں نے اپنے خط کے الفاظ دیکھنے کیلئے اسے واپس طلب کیا - جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے رقم فرمایا کہ

" تمہارا سابقہ خط میں نے چاک کرادیا ورنہ بھیجدیتا - میں جواب دینے اور دلوانے کے بعد کوئی خط باقی نہیں رکھتا "

اس ارشاد کی صداقت انہیں کے مندرجہ ذیل الفاظ سے معلوم ہو سکتی ہے - جو انہوں نے ایڈیٹر صاحب پیام صلح کو لکھے - فرماتے ہیں -

" میں نے عورت مذکور کے خطوط کا عکس محکمہ سی - آئی - ڈی کے سپرد کر دیا ہے - اسکی تحقیقات مکمل ہو جائے - تو اصل خطوط کی نقل آپ کو بھیجدی جائیگی "

پیام صلح ۱۳ - فروری

اس سے خط کے چاک کرا دینے کی حقیقت کھل گئی - کیونکہ یہ الفاظ ایڈیٹر پیام صلح کو کاظمی بانو صاحبہ کے خط طلب کرنے کے بہت پیچھے لکھے گئے ہیں - اب ذرا محکمہ سی - آئی - ڈی کے سپرد کرنے کی اصلیت بھی خواجہ صاحب ہی کی زبانی سُن لیجیے - فرماتے ہیں :-

" میں نے یہ خطوط پولیس کو **دینے چاہے تھے** - بلکہ ایک دوست انکو داخلہ پولیس کیلئے مجھ سے لے بھی گئے - مگر میں نے پھر انکو واپس منگالیا "

ستارہ صبح ۱۸ - فروری

یہ چند ایک تازہ نمونے جناب خواجہ صاحب کے " سچ بولنے اور ایک بات کہنے " کے ہیں - جنکو پیش کر کے ہم ان سے انہیں کے الفاظ میں دریافت کرتے ہیں - کہ " بتاؤ کہ کیا تم مسلمان ہو - جو بے تکان جھوٹ بولتے ہو - تمہارے جھوٹ بولنے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا - کہ اسلام تمہارے دلوں سے نکل گیا ہے - اور اب تم کو اسلام سے کچھ بھی لگاؤ نہیں رہا - کیونکہ تم اس محال و غیر ممکن فعل کا علانیہ و بیخوف ہوکر ارتکاب کرنے لگے - جو اسلام کی شان کے سراسر خلاف تھا "

ان حالات میں ہم نہیں سمجھ سکتے - کہ خواجہ صاحب دوسروں کو جھوٹ بولنے سے باز رکھنے کی کوشش کرہی کس طرح سکتے ہیں - بہتر ہو کہ وہ ہمارے ہمدردانہ مشورہ پر عمل پیرا ہو کر پہلے اپنی اصلاح کر کے دنیا کو اپنے اوپر مطمئن کرلیں - اور پھر کچھ کریں +

تحفہ گولڑویہ کس سن میں تصنیف ہوا

الفضل کی دو مسلسل اشاعتوں میں میرا مضمون بہ عنوان سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد تبدیلی عقیدہ دربارۂ تعریف نبوت چھپا ہے۔ میں اس کے متعلق منتظر تھا کہ پیغام بلڈنگس سے کیا صدا بلند ہوتی ہے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری صحیح البخاری کی حدیث کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے۔ اور امام بخاری کو کیا کیا صلواتیں سنائی جاتی ہیں۔ کیونکہ جو حدیث وہ اپنی کتاب میں لائے ہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم پر کم از کم ½۲ سال تک امر نبوت پورے طور پر نہ کھلا۔ جیسے حضرت مسیح موعود نے جو خشیت علی النفس کے معنی کئے ہیں کہ آپ نے وحی جبرئیل پر فی الفور یقین نہ کیا۔ بلکہ فرمایا۔ مجھے اپنے نفس کی نسبت اندیشہ ہے۔ کہ شیطانی مکر نہ ہو۔ اسکی کیا کیا تاویلات باردہ کی جاتی ہیں۔ اور امروہہ و پونچھ سے کس دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ قول مرزا غلام احمد کا خلاف قرآن ہے۔ اس لئے قابل قبول نہیں۔ لیکن میری توقع کے خلاف اس پر توخاموشی رہی۔ اور دشمن کے منہ پر مہر لگ گئی۔ ہاں مدیر پیغام نے اپنے ٹکے حلال کرنے کے لئے ایک نیا سوال اٹھا دیا ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ سنہ ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے اور اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت کے بعد نزول وحی نبوۃ ممتنع ہے۔ سو اس کے جواب میں واضح ہو۔ اصل عبارت تحفہ گولڑویہ کی یہ ہے :۔

"اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتر آئینگے
اور پینتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوۃ
لے کر ان پر نازل ہوتا رہیگا۔ تو کیا
ایسے عقیدے سے دین اسلام باقی
رہ جائیگا۔ اور آنحضرت کو ختم نبوت
اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہ لگیگا؟"

عبارت مندرجہ بالا پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد جس وحی نبوۃ کو آپ ختم نبوۃ کے منافی قرار دیتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح ناصری کے لئے ہے۔ جو مستقل نبی ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے امتی نہیں۔ اور ہمیں کیا شک ہے۔ کہ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ صرف صاحب شریعت جدیدہ نبی آنا بند ہے۔ بلکہ کوئی ایسا ملہم بھی نہیں ہو سکتا جو آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ کیونکہ نبوت کے تمام دروازے بند ہو چکے۔ صرف ایک کھڑکی فنا فی الرسول اور سیرت صدیقیت کی کھلی ہے۔ جو اپنے آئینہ ظلیت میں محمدی نبوۃ کو کامل طور سے منعکس کرے گا۔ وہی نبی ہوگا۔ چنانچہ اسی صفحہ پر حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

اور پھر عیسےٰ پینتالیس سال برابر دنیا
میں رہیگا۔ حالانکہ وہ نہ **امتی ہے**۔
اور نہ **قرآنی وحی کا پیرو ہے بلکہ**
اُس پر **آپ** وحی نبوۃ نازل ہوتی ہے
(تحفہ صفحہ ۵۲)

یعنی وہ وحی نبوۃ دین میں فساد کا موجب ہے جو براہ راست ہو۔ لیکن اگر ایک **امتی** اور **قرآنی** وحی کے پیرو پر **آپ** (براہِ راست) نہیں۔ بلکہ بواسطہ فیض محمدی وحی نبوۃ ہو۔ تو وہ دین اسلام کی توقیر کا موجب ہے۔ ایک تو اسکا یہ جواب ہے۔ مگر ایسے جواب کی ضرورت بھی اسوقت ہو سکتی ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ تحفہ گولڑویہ سنہ ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ اب میں خدا کے فضل سے اس بات کے زبردست ثبوت پیش کرتا ہوں۔ کہ تحفہ گولڑویہ سنہ ۱۹۰۰ء میں تصنیف ہو کر چھپ چکا تھا۔ صرف ٹائیٹل پیج باقی تھا۔ جو یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو چھاپ کر شائع کیا گیا۔

ثبوت اول۔ ڈاکٹر میر مہدی حسین صاحب موجودہ سابق مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کی حلفیہ شہادت جو حقیقۃ النبوۃ میں درج ہو چکی ہے۔ کہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں جب میں قادیان آیا۔ تو مولوی برہان الدین صاحب مرحوم جہلمی اور ڈاکٹر اسمٰعیل خان صاحب کی تحریک سے آنے والے مہمان تحفہ گولڑویہ۔ تحفہ غزنویہ کی فرمہ شکنی کرتے تھے۔

(ب) ڈاکٹر اسمٰعیل خانصاحب سے بھی حلفیہ شہادت لے لیجئے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تحفہ گولڑویہ چھپا ہوا موجود تھا۔ صرف ٹائیٹل نہ تھا۔ اور شائع نہیں ہوا تھا۔

ثبوت دوم۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲۶ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"آج ۲- جون سنہ ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد
دوپہر ۲ بجے کے وقت مجھے تھوڑی
سی غنودگی کے ساتھ الخ"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جون سنہ ۱۹۰۰ء میں تحفہ گولڑویہ لکھ رہے تھے۔ اور بجواب پیر مہر علیشاہ والا حصہ ۲۰- جولائی سے بعد شروع ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۲ پر وہ عبارت ہے جو مدیر پیغام نے پیش کی۔ حضرت اقدس کی تیز نویسی سب جانتے ہیں پس بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ یہ سطور کب لکھی گئیں۔ جن میں مسیح ناصری پر وحی نبوۃ کا نزول موجب فساد فی الدین قرار دیا ہے۔

ثبوت سوم۔ مذکورہ بالا دو ثبوتوں پر شائد کچھ جرح ہو سکے اس لئے میں دو ایسے ناممکن التردید ثبوت پیش کرتا ہوں۔ جنہیں پڑھ کر سوائے ماننے کے کچھ چارہ نہیں۔

ملاحظہ ہو۔ اربعین نمبر ۱ و نمبر ۲ صفحہ ۳۲

"اس امر کا اظہار ضروری سمجھا گیا ہے
کہ اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۲۷ پر جو تاریخ
انعقاد جمع قرار دی گئی ہے۔ یعنی ۱۵-
اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء وہ اسوقت تجویز کیگئی تھی
جب کہ ہم نے ۷- اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو مضمون
لکھ کر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن
اس درمیان میں پیر مہر علیشاہ صاحب
گولڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوئے
اور رسالہ تحفہ گولڑویہ کے تیار

کرنے کی وجہ سے اربعین نمبر ۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ الخ"
راقم مرزا غلام احمد از قادیان
۲۹۔ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

اس عبارت سے ثبوت ملتا ہے کہ اربعین نمبر ۲ کے التوا کی وجہ رسالہ تحفۂ گولڑویہ کی تصنیف ہے اور یہ کہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے تحفۂ گولڑویہ تصنیف ہو کر تیار ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس سے فارغ ہو کر آپ نے اربعین نمبر ۲ کو مکمل کیا۔ نیز یہ کہ اربعین کے صفحہ ۲۷ کا مضمون ۷۔اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو دیا جا چکا تھا۔

اب آپ ملاحظہ فرماویں کہ صفحہ ۲۷ سے ۵ صفحے پہلے صفحہ ۲۱ پر کیا لکھا ہے۔

"آپ لوگ میری بڑی بڑی کتابوں کو تو نہیں دیکھتے۔اور فرصت کہاں ہے۔ لیکن اگر میرے رسالہ تحفۂ گولڑویہ اور تحفۂ غزنویہ کو ہی دیکھو جو پیر مہر علی شاہ صاحب اور غزنوی جماعت مولوی عبدالجبار و عبدالواحد و عبدالحق وغیرہ کی ہدایت کے لیے لکھے گئے ہیں۔
(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۱)

اب مدیر پیغام اور اس کے ہمنوا بتائیں کہ آیا تحفۂ گولڑویہ سنہ ۱۹۰۰ء میں مکمل ہو چکا تھا۔ یا نہیں یقیناً ہو چکا تھا۔ جبھی تو حضرت اقدس اسکے پڑھنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ تو جب یہ تحفۂ گولڑویہ تصنیف ہی سنہ ۱۹۰۰ء کی ہے۔ تو اس پر آپ کا یہ اعتراض ہی فضول ہے۔ کہ

"اگر یہ صحیح ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنا عقیدہ (درباره تعریف نبوۃ الکمل) بدل لیا تھا۔ اگر آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ختم نبوۃ کے بعد بھی جبرئیل کا وحی نبوت لیکر آنا بند نہیں ہوا۔ تو پھر سنہ ۱۹۰۲ء میں اس سے انکار کرنے کے کیا معنی۔
(پیغام صلح ۲۸۔اپریل)

اخیر میں نہایت خلوص کیساتھ آپ کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ جب تک بظاہر احمدی کہلاتے ہو حضرت اقدس کی کتب ضرور پڑھتے رہا کرو۔ تاکہ بیہودہ اعتراض کر کے تمہیں اتنی ندامت نہ اٹھانی پڑا کرے۔
(الحکم یکم مئی سنہ ۱۹۱۸ء)

النظر

چشمۂ زندگی طبی مشورہ

ہمارے پاس دو کتابیں مہتہ سیتارام دت کویراج آدبیتہ اوشدھالہ صدر بازار راولپنڈی سے برائے ریویو پہنچی ہیں۔ انہیں سے ایک کا نام چشمۂ زندگی ہے۔ جو سرکاری درسی کتب کی تقطیع پر خوشخط اچھے کاغذ پر ۲۴۰ صفحے کی کتاب ہے۔ اسمیں اعضاء انسانی کی تشریح کرتے ہوئے انسانی پیدائش کے متعلق حمل سے لیکر بلوغ تک حفظان صحت کی تمام ضروری ہدایات درج ہیں۔ اور علمی و عملی طور پر یہ رسالہ ہر مذہب و ملت کے شرفاء کیلئے مفید ہو۔ قیمت عہ

دوسری کا نام طبی مشورہ ہے۔ اس میں پہلے تو قدرتی معالج بتاتے ہیں یعنی انسان ہوا۔ پانی۔ غذا فاقہ۔ نیند۔ ورزش آگ آفتاب خیال اعتقاد وغیرہ سے اپنے علاج کیونکر کر سکتا ہے۔ پھر بخار۔ چیچک پلیگ قبض۔ نزلہ۔ زکام امراض مختلفہ کے متعلق ضروری ہدایات دی ہیں۔ اور ایسا ہی بعض مفرد دوایئں لکھکر بتایا ہے کہ ان سے مختلف بیماریوں میں کیونکر فائدہ اٹھایا جائے اس کا حجم ۱۶۲ صفحے ہے۔ اور قیمت صرف سہ ر اگر کوئی صاحب دونوں کتابیں نہ منگو سکیں۔ تو یہ آخری کتاب (طبی مشورہ) کو خرید کر اپنے پاس رکھیں انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

آیت المہدی حصہ اول

ازکمل حکیم حضرت خلیفۃ المسیح

یہ کتاب مولانا ابو المجید عبدالماجد صاحب احمدی پروفیسر ٹی۔ این جبلی کالج بھاگلپور صوبہ بہار کی تالیف ہے جو آپ نے "شہادت ابو احمد رحمانی" مولفہ مولوی محمد علی صاحب مونگیری کے جواب میں تالیف فرمائی ہے۔ جسمیں مولوی مذکور نے نشان کسوف و خسوف کو غلط ٹھہرانے کی کوشش کی ہے مونگیری مکذب نے اپنی کتاب میں جسقدر مغالطے دیئے ہیں یا کم از کم خود غلط فہمیوں میں مبتلا ہوا ہے۔ ان سب کا تارو پود بکھیر دیا گیا ہے۔ دس صفحہ میں حدیث کی صحت اسکی رواۃ کی ثقاہت اور خود حضرت امام دارقطنی کے علو مرتبت اور تبحر فی الحدیث کا بیان پھر حدیث کے ایک ایک لفظ پر مستقل بحث کی ہے۔ لغت اور کلام عرب سے مکذب مونگیری کی بے علمیوں کو بے نقاب کر کے اس کے پیش کردہ مہدیوں کے بارہ میں تاریخی شہادات سے اس کا منہ بند کیا ہے۔ اور یہ بات ثابت کر دی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مہدی معہود علیہ السلام کے سوا کسی اور شخص کے وقت میں یہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔

یہ رسالہ جو سفید و بیز کاغذ پر روشن چھاپا گیا ہے اپنے مضمون کی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر احمدی اس کو اپنے پاس رکھے۔ اور صاحب وسعت جہاں مونگیری کا فتنہ ہو۔ وہاں مفت تقسیم کرائیں۔ ضخامت ٹائیٹل پیج سمیت ۳۶ صفحے ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو اڑھائی آنہ ہوگی۔ احباب مولانا عبدالماجد صاحب پروفیسر ٹی۔ این جبلی کالج بھاگلپور کے پتہ سے طلب فرما کر مستفید ہوں۔

حربہ احمدیہ

مندرجہ ذیل کتب عنایت اللہ بد و ملہوی کتب فروش قادیان نے ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجی ہیں۔ حربہ احمدیہ مولفہ جناب ماسٹر احمد حسین صاحب فریدآبادی تاجر کتب قادیان ہے جس میں آپ نے غیر احمدیوں سے قابل غور چھبیس سوال درج فرمائے ہیں۔ ضخامت ۱۶ صفحہ اور قیمت ار ہے۔

مرزا صاحب مہدی

یہ پنجابی نظم منشی منظور احمد صاحب منظور نے حضرت مسیح موعود کی تائید میں تالیف کی ہے۔ پنجاب کے مشہور قصہ مرزا صاحباں کے وزن پر بہت دلچسپ ہے۔ ضخامت ۱۶ صفحے قیمت ار

قول فیصل

حضرت حکیم فضل الدین مرحوم بھیروی کا خط ہے جس میں مبایعین اور غیر مبایعین کے متنازعہ مسائل کا رتبل از وقت

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے (ایڈیٹر)

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	ضلع
۶۳۸	فتح محمد "	ضلع لدھیانہ
۶۳۹	عیسےٰ "	"
۶۴۰	شیر محمد "	"
۶۴۱	علی شیر "	"
۶۴۲	ماموں "	"
۶۴۳	اللہ دتہ "	"
۶۴۴	مسماۃ چنناں صاحبہ	"
۶۴۵	فاطمہ صاحبہ	"
۶۴۶	حبیب اللہ صاحب	"
۶۴۷	جنت صاحبہ	"
۶۴۸	نور بی بی صاحبہ	"
۶۴۹	فتح بی بی صاحبہ	"
۶۵۰	عطا محمد اول صاحب	"
۶۵۱	عطا محمد دوئم "	"
۶۵۲	دختر فیض محمد صاحب	"
۶۵۳	اسمٰعیل صاحب	"
۶۵۴	محمد یوسف صاحب	"
۶۵۵	غلام صابر "	"
۶۵۶	عطا محمد "	"
۶۵۷	مریم صاحبہ	"
۶۵۸	محمد مشتاق صاحب	ضلع لدھیانہ
۶۵۹	مسماۃ بیگی صاحبہ	"
۶۶۰	علی محمد صاحب	"
۶۶۱	غلام محمد "	"
۶۶۲	اہلیہ عیسےٰ "	"
۶۶۳	عائشہ صاحبہ	"
۶۶۴	دین محمد صاحب	"
۶۶۵	مسماۃ دستو صاحبہ	"
۶۶۶	رحمت اللہ صاحب	"
۶۶۷	شیر محمد "	"
۶۶۸	فیض محمد "	"
۶۶۹	قادر بخش "	"
۶۷۰	علی شیر "	"
۶۷۱	یوسف "	"
۶۷۲	اسمٰعیل "	"
۶۷۳	بدر الدین "	"
۶۷۴	نظام الدین "	"
۶۷۵	بانو صاحبہ	"
۶۷۶	غلام محمد صاحب	"
۶۷۷	جیوی صاحبہ	"
۶۷۸	فقیر محمد صاحب	اڑیسہ
۶۷۹	یونس محمد "	"
۶۸۰	گھانسی خاں "	"
۶۸۱	شادی خاں "	"
۶۸۲	عبدالقادر "	"
۶۸۳	رحمت اللہ "	"
۶۸۴	اہلیہ رحمت اللہ صاحب	"
۶۸۵	اہلیہ قاضی حسن "	"
۶۸۶	والدہ " "	"
۶۸۷	احمد خاں "	"
۶۸۸	اہلیہ احمد خاں	"
۶۸۹	بنیامین خاں "	"
۶۹۰	اہلیہ " "	"
۶۹۱	نجیب خاں "	"
۶۹۲	اہلیہ نجیب خاں صاحب	اڑیسہ
۶۹۳	جمعہ خانصاحب	"
۶۹۴	شیخ جمعہ صاحب	"
۶۹۵	اہلیہ " "	"
۶۹۶	والدہ بنین خانصاحب	"
۶۹۷	شیخ حسن صاحب	"
۶۹۸	شیخ داور صاحب	"
۶۹۹	شیخ [illegible] صاحب	"
۷۰۰	اہلیہ شیخ داور صاحب	"
۷۰۱	والدہ شیخ قادر "	"
۷۰۲	انور [illegible]	"
۷۰۳	اہلیہ " "	"
۷۰۴	عمر دانیال "	"
۷۰۵	اہلیہ " "	"
۷۰۶	والدہ " "	"
۷۰۷	شیخ محمد ولاتی صاحب	"
۷۰۸	شیخ توکل محمد صاحب	"
۷۰۹	حشمت خانصاحب	"
۷۱۰	اہلیہ " "	"
۷۱۱	والدہ " "	"
۷۱۲	حیات خاں صاحب	"
۷۱۳	بہادر خاں "	"
۷۱۴	اہلیہ "	"
۷۱۵	حسن خاں "	"
۷۱۶	سرور خاں "	"
۷۱۷	یسین محمد "	"
۷۱۸	پیر خاں "	"
۷۱۹	یونس خاں "	"
۷۲۰	سلیمان خاں "	"
۷۲۱	صاحب خاں "	"
۷۲۲	محمد علی صاحب	"
۷۲۳	اہلیہ " "	"
۷۲۴	شیخ لال محمد "	"
۷۲۵	کالے خاں "	"

۶۲۴ - موسےٰ صاحب ضلع لدھیانہ - ۶۲۵ مسماۃ سیدن صاحبہ ضلع لدھیانہ - ۶۲۶ بنو صاحبہ ضلع لدھیانہ - ۶۲۷ مسماۃ عمری صاحبہ ضلع لدھیانہ - ۶۲۸ عبدالرحیم ضلع لدھیانہ - ۶۲۹ عبدالغنی صاحب ضلع لدھیانہ - ۶۳۰ وزیر بی بی صاحبہ ضلع لدھیانہ -

۶۳۱ یوسف صاحب " - ۶۳۲ گاموں صاحب " - ۶۳۳ نورا صاحب " - ۶۳۴ فتا صاحب " - ۶۳۵ مسماۃ جھنڈاں صاحبہ ضلع لدھیانہ - ۶۳۶ عائشہ صاحبہ ضلع لدھیانہ - ۶۳۷ عبدالعزیز صاحب ضلع لدھیانہ

ہنگامۂ یورپ

فرانسیسی سپاہ کی کامیاب جدوجہد

لنڈن ۳۰ - اپریل ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے کہ آویرے کے شمال اور جنوب میں خطہ نوائن میں اور اوائز کے جنوبی کنارے پر توپخانے کے کسی قدر خوفناک مقابلے ہوئے - ہمارے پٹرولوں نے اس محاذ پر سرگرمی کا اظہار کیا - اور قیدی بھی گرفتار کئے - میوز کے دائیں کنارے پر اور الساس کے بالائی حصہ میں ہماری آتشباری نے دشمن کے حملوں کو پسپا کر دیا - دشمن کو اس سے کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا ہمنے قیدی گرفتار کئے -

غنیم کی برباد کن ہزیمتیں

لنڈن ۳۰ - اپریل واقعہ نگاروں کا اسبات پر اتفاق ہے کہ جرمنوں کو جنگ کے پہلے رخ تباہ کن شکست ہوئی - کیونکہ انہوں نے ان پہاڑیوں پر قبضہ کرنے کی جان توڑ کوشش کی تھی - جن پر اتحادیوں کا قبضہ تھا - اور جس سے مونٹ کیمل پر ان کا قبضہ مخدوش ہو رہا تھا - انہوں نے غالباً ایپرے کے مشرق سے جنوب تک ۱۳ ڈویژنوں کا استعمال کیا - اور شمال کیطرف دو اور ڈویژنیں بھی لگا دیں - اور دونوں طرف توپوں کی آتشباری اسقدر سخت اور مسلسل رہی کہ آجتک جنگ کے کسی زمانہ میں ایسی نہیں ہوئی - کامیاب مدافعت نے اس دن کو دشمن کے لئے بے انتہا خونیں ثابت کیا - کیونکہ توپخانہ اور پیادہ سپاہ کی آتشباری نے مسلسل حملے مسترد کئے جاتے تھے جرمنوں کو یکشنبہ کے دن پہلے ہی بہت سخت نقصانات اٹھانا پڑے تھے - جبکہ ان کے سپاہیوں کے اجتماع کو ہماری آتشباری نے منتشر کر دیا تھا - کل انکی حملہ آور سپاہ نے حرکت کی لیکن برطانوی بازو اور فرانسیسی قلب کو کچھ نقصان نہیں پہنچا -

ہینگرو کے قریب سخت آتشباری

لنڈن یکم مئی گزشتہ شب کے فرانسیسی کمیونک میں مرقوم ہے - کہ ہینگرو کے حوالی میں کل نہایت ہی ہولناک آتشباری ہوتی رہی - فوائن پر جرمنوں نے ایک سخت حملہ کیا اور چند اگلے حصوں پر قبضہ کر لیا - لیکن جوابی حملہ میں فرانسیسیوں نے انکو ہٹا دیا -

وردون سے بھی ایک بڑا معرکہ جاری ہے

لنڈن ۳۰ - اپریل فرانسیسی صدر مقام سے رائٹر کا وقائع نگار لکھتا ہے کہ فرانسیسی پیدل ہینگرو کے جنگل میں جرمن کلدار توپوں کے آشیانوں کو صاف کر رہے ہیں - ابتک دشمن نے اس معرکہ میں ۲۰ لاکھ سپاہ سے کام لیا ہے اس کے علاوہ بھی ابھی محاذ جنگ پر دشمن کے بہت سے تازہ دم ڈویژن موجود ہیں - جن سے وہ کام لے سکتا ہے - اور پھر اس کے علاوہ ابھی جرمن سپاہ مستحفظ بھی جرمنی اور فرانس کے مفتوحہ علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے - ایسی حالت میں یہ یقینی ہے - کہ دشمن بہت جلد اپنے خستہ حال ڈویژن کو نئے آدمیوں سے بھر دیگا - البتہ وہ اپنے مشتاق رسالوں کے ملئے تربیت یافتہ سپاہی اور افسر زیادہ تعداد میں نہیں لا سکتا - ابھی کئی ماہ درکار ہوں گے جب کہیں دشمن تھک سکیگا - ہمارے لئے ابھی کئی خطرناک ہفتے گذرنا باقی ہیں - لیکن ہمیں استقلال کیساتھ نتیجہ کا انتظار کرنا چاہیئے - لڑائی جسقدر ترقی کرتی جاتی ہے - وہ وردون کے مشابہ ہوتی جاتی ہے اور یہ آئندہ کیلئے شگون نیک ہو سکتی ہے - اگر فلینڈرس اور پکارڈی میں جرمنوں کے تمام مقاصد حاصل ہو گئے تو پھر وہ اتحادیوں کو کچلنے کی عظیم کوشش کریں گے - لیکن ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ جسطرح ۱۹۱۶ء میں دریائے میوز پر - اسی طرح دریائے سوحی اور لائن میں جرمنوں کی تمام کوششیں ناکام رہیں گی *

قیصر کیمیل میں

لنڈن ۲۹ - اپریل - ایمسٹرڈم ۲۵ - اپریل کو قیصر نے کیمیل کی لڑائی کو مشاہدہ کیا -

ایک فرانسیسی جرنیل کا انتقال

لنڈن ۲۹ - اپریل پیرس سے جنرل ڈریو کے انتقال کا اعلان کیا گیا - جو ۱۹۱۶ء میں مڈغاسکر میں افواج مہم کا کمانڈر

ہندوستان کی خبریں

حضور وائسرائے کی دہلی سے واپسی

حضور وائسرائے اور اکثر ممبران اگزیکٹو کونسل دہلی سے شملہ میں واپس تشریف لے آئے ہیں -

ہندوستان سے پروانہ جات راہداری

اعلان کیا گیا ہے کہ سلطنت متحدہ میں جو اس قاعدہ پر عمل کیا جاتا ہے - کہ کسی جگہ کو جانے کے لئے کسی شخص کو پروانہ راہداری نہیں دیا جائیگا - سوائے اس صورت کے کہ یہ سفر قومی مفاد یا پرئیویٹ ضرورت کے نہایت اہم وجوہات کے باعث اختیار کیا گیا ہو - آئیندہ اس قاعدہ پر ہندوستان میں بھی بڑی سختی سے عمل کیا جائے گا - اور جو اشخاص محض تبدیلی یا تفریح یا دیگر غیر ضروری وجوہات کی بناء پر سفر کرنا چاہیں گے انہیں پروانہ جات راہداری نہیں دئیے جائینگے - اس پابندی کا اثر کسی عام مستثنیات پر جو آجکل رائج ہیں نہ ہوگا -

ایکٹ اسلحہ اور دہلی کانفرنس

اخبار بمبئی کرانیکل کا نامہ نگار مقیم دہلی مظہر ہے - کہ کہا جاتا ہے - کہ گورنمنٹ ایکٹ اسلحہ کے قواعد کو منسوخ یا بہت کچھ ترمیم کرنے کا ارادہ کر رہی ہے اور اس کے متعلق عنقریب ایک قطعی اعلان کی توقع ہے -

بھرتی کا دربار

۱۱ - مئی کو انبالہ میں زیر صدارت ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب بھرتی کے متعلق ایک دربار منعقد کیا جائے گا -

بھائی کا قاتل

موضع زور جمیل سنگھ ضلع گورداسپور کی پولیس نے ایک شخص مسمی جمیتا کا زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند قتل کے الزام میں چالان کیا ہے - کہا جاتا ہے - کہ ملزم کا ایک جھیور عورت کے ساتھ تعلق تھا - جس پر اس کے بڑے بھائی مسمی کاکا نے اسے لعنت ملامت کی - ایک دن کاکا سو رہا تھا - کہ جمیتا نے ایک پتھر اٹھا کر اس کے سر پر مارا - جس سے کاکا فوراً مر گیا - ملزم نے اقبال جرم کر لیا ہے - تحقیقات جاری ہے *

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

درس قرآن کریم کے نوٹ

ازافاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورہ یوسف

بقیہ رکوع سوم

۲- جنوری ۱۹۱۸ء

مگر خدا تعالے نے ان کی بریت اور بیگناہی کے ثابت کرنے کیلئے اس عورت کے خاندان سے ہی ایک گواہ کھڑا کر دیا۔ جس نے کہا کہ اگر اس کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے۔ تو یہ سچی ہے۔ اور یوسفؑ جھوٹا ہے۔ اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے۔ تو یہ عورت جھوٹی ہے۔ اور وہ سچا ہے۔ قصہ گو لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ دودھ پیتا بچہ تھا۔ جس نے یہ گواہی دی۔ لیکن اگر ایسا ہوا ہوتا تو چاہئے تھا۔ کہ اس بچہ کی اس حرکت کو دیکھکر اس کے ماں باپ وہ عورت اور اسکا خاندان سب ڈر کے بھاگ جاتے۔ کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی بات کو معقول اور وزن دار قرار دیا گیا ہے۔ اور اسپر عمل کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ کوئی دودھ پیتا بچہ نہ تھا بلکہ اس عمر کو پہنچا ہوا تھا۔ کہ اسکی بات کو معقول قرار دیا جاتا۔ پھر اس نے جو کچھ کہا وہ بہت لطیف طور پر کہا ہے۔ وہ اگر اگر کے بات کہتا ہے۔ کہ اگر پیچھے سے قمیص پھٹی ہے تو یہ بات ہے۔ اور اگر آگے سے پھٹی ہے تو یہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے جہاں سے قمیص پھٹی ہوئی تھی۔ وہ دیکھ لی تھی۔ اور یہ نہایت ہوشیاری اور عقلمندی سے ایک ترکیب بتائی ہے۔ کہ اسطرح اس بات کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ وہ چونکہ ان کا رشتہ دار تھا۔ اور انہیں کے ہاں رہتا تھا۔ اس لئے اس نے ایسے طرز پر بات بیان کی ہے۔ کہ جس سے حق بھی کھل جائے۔ اور ان کی ناراضگی اور غصہ سے بھی بچ جائے۔ اس نے اوّل تو بات بیان کرتے ہوئے لفظ اگر لگایا۔ تاکہ یہ نہ معلوم ہو۔ کہ وہ یوسف کی تائید میں بات کر رہا ہے۔ بلکہ یہ سمجھا جائے کہ اپنے طور پر ایک ایسی ترکیب بتا رہا ہے۔ جس سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے اس نے پہلا احتمال عورت کی سچائی کا بیان کیا ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ اور دوسرا احتمال حضرت یوسفؑ کی سچائی کا بتایا ہے۔ اور عورت کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ تاکہ اس طرح یہ ظاہر ہو۔ کہ وہ عورت ہی کی تائید کی بات کر رہا ہے۔ کیونکہ پہلے اسی کو سچا کہا ہے۔ اس طرح اس نے نہایت ہوشیاری اور عقلمندی سے گواہی دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ کوئی بہت صاف دل اور صداقت پسند انسان تھا۔ اور نہیں چاہتا تھا۔ کہ حضرت یوسفؑ پر ایک جھوٹا الزام لگے۔ لیکن چونکہ انکا رشتہ دار اور ان کے گھر رہنے والا تھا۔ اس لئے وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ یہ مجھ پر ناراض ہو جائیں۔ اسوجہ سے اس نے ایسی ہوشیاری سے ایک ایسی بات بیان کر دی۔ جس سے حضرت یوسفؑ کا سچا ہونا۔ اور اس عورت کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اور اسپر کوئی الزام بھی نہ آیا۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ

گواہ کے کہنے پر جب قمیص کو دیکھا گیا۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر اس عورت کے خاوند نے اسے کہا۔ یہ تم عورتوں کے مکر میں سے ہے۔ اور بیشک تمہارا مکر بہت بڑا ہے۔

عورتوں والا مکر اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں سب عورتوں کو ایسے ہی کام کرنے والیاں قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ بہت سی بڑی پارسا اور نیک اور متقی ہوئی ہیں۔ اسکا یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ یہ کافر کا کلام ہے۔ اس لئے اس کو صحیح اور درست ماننا ضروری نہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط اور بیہودہ

باہت ہے۔ اسطرح تو تمام ان آیتوں کو رد کرنا پڑیگا۔ جن کو کفار کیطرف سے بیان کیا گیا ہے بات اصل میں یہ ہے۔ کہ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ ساری عورتیں ہی ایسی ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ کلام کرنے کا ایک طریق ہے۔ ناراضگی کے وقت کہدیا جاتا ہے۔ جاؤ جی یہ عورتوں والا فریب ہے۔ اسی طرح عورتیں کہدیتی ہیں۔ کہ یہ مردوں والے فریب ہیں۔ تو اس کے خاوند نے کہا۔ کہ یہ عورتوں والا مکر ہے۔ چونکہ اسے اپنی عزت کا بھی خیال تھا۔ اس لئے کہا۔ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۞ یوسف اس بات کو جانے دے۔ اور اے عورت تو بھی معافی مانگ تیرا ہی قصور ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ سے۔ کہ ایک گناہ کا ارتکاب کرنے لگی تھی۔ یا یوسف سے کہ اس پر تو نے جھوٹا الزام لگایا ہے۔

چوتھا رکوع

(۱۰ - جنوری ۱۹۱۸ء)

عورتوں کا ایک مرض

عورتوں میں یہ مرض بہت ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ کہ اگر انہیں کوئی عیب کسی کا ملجائے۔ تو اس کے پھیلانے اور دوسروں کے آگے بیان کرنے میں انکو خاص لطف آتا ہے۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہی ہے۔ کہ چونکہ ان کے اکثر مشاغل ہلکے اور کم ذمہ واری کے کام ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ چھوٹی سی بات کو بہت بڑی سمجھ لیتی ہیں۔ اور اسے عجوبہ سمجھکر ایکدوسری سے بیان کرتی پھرتی ہیں۔ اسلام نے جو دین کی اہمیت کے سمجھنے کا فرض مرد و عورت دونوں کے لئے رکھا ہے۔ اس کو اگر عورتوں کے ذہن نشین کر دیا جائے۔ تو یہ ایک اتنی بڑی بات ہے۔ کہ پھر ان کو چھوٹی چھوٹی باتوں کیطرف توجہ کرنیکا موقعہ نہیں ملتا لیکن جو عورتیں دین کے فرائض سے بے بہرہ اور ناواقف ہوتی ہیں۔ انہیں چھوٹی باتوں کو بڑا سمجھکر پھیلانے کا مرض پایا جاتا ہے۔ اور یہ مرض عورتوں میں قدیم سے پایا جاتا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ مصر کی عورتوں میں بھی یہی بات پائی جاتی تھی۔ جب انہوں نے حضرت یوسفؑ اور اس عورت کے متعلق یہ واقعہ سنا۔ تو لگیں آپس میں کہنے وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ کیا تم نے سنا بھی ہے۔ عزیز (یہ اسکا خطاب تھا) کی بیوی اپنے غلام سے ایک نہایت ناپسندیدہ بات کا مطالبہ کرتی ہے۔

فتیٰ کے معنی تو جوان کے ہیں۔ لیکن ضمیر کے ساتھ غلام کے ہو جاتے ہیں فتاہ اس کا غلام۔ انہوں نے کہا کہ اس غلام کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو چکی ہے۔ ہم اسے عشق میں بڑی متوالی دیکھتی ہیں۔ یہ بات انہوں نے مشہور کرنی شروع کر دی۔ جس سے منشا ان کا اس عورت پر الزام لگانا تھا۔ اور یہ بتانا تھا۔ کہ یوسفؑ اور اس عورت کے درمیان ناجائز تعلق ہے اس کے لئے وہ صرف اتنا ہی کہتیں کہ اس نے اپنے غلام کو پھسلایا ہے۔ آگے یہ نہ کہتیں۔ کہ یوسفؑ بچ بھی گیا ہے۔ کیونکہ اس طرح تو الزام نہیں لگ سکتا تھا۔ تو وہ صرف یہی کہتیں۔ کہ عزیز کی عورت نے اپنے غلام کو پھسلایا ہے۔ تاکہ آگے خود ہی سننے والیاں سمجھ لیں کہ جب اس نے پھسلایا اور وہ غلام بھی ہے۔ تو وہ پھسل ہی گیا ہوگا۔ اور انہوں نے ناجائز فعل کا ارتکاب کر لیا ہے۔

عورتوں کا جمع کرنا

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ جب اس عورت نے انکی یہ تدبیر دیکھی کہ وہ اسے بدنام کر رہی ہیں۔ جو غلط ہے۔ اور ایک ایسی بات اسکی طرف منسوب کر رہی ہیں جس میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ تو اس نے ان کو بلوایا۔ اور ان کیلئے بیٹھنے کیلئے تکیہ گاہ تیار کی اور ہر ایک کو چھری کانٹا دیدیا (اب بھی رواج ہے کہ کھانے سے پہلے چھری کانٹے رکھدیتے ہیں اور پھر کھانا لاتے ہیں) اس کے بعد یوسف کو حکم دیا۔ کہ نکلو۔ وہ جب نکلے۔ تو ان عورتوں نے انہیں دیکھکر اس الزام سے جو وہ لگاتی تھیں۔ انہیں بہت بڑا دیکھا۔ اور ندامت و شرمندگی سے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ اور کہا۔ پاک تو اللہ ہی ہے۔ مگر یہ بھی انسان نہیں فرشتہ ہے۔ انہوں نے حضرت یوسفؑ کی حیا۔ نیچی نگاہیں گھبراہٹ دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ ایسا فعل کرنے والا نہیں ہے۔ جب اس عورت نے ان کی یہ حالت دیکھی۔ تو اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کہا۔ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ۝ یہی ہے وہ جس کے متعلق تم مجھ پر الزام لگاتی ہو۔ بات یہ ہے کہ میں نے تو اسے پھسلانے میں کمی نہیں کی۔ مگر یہ بچتا ہی رہا ہے۔ لیکن اگر اس نے میری بات نہ مانی۔ تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل لوگوں میں سے ہو جائیگا۔

یہ تو اس عورت نے کہا۔ لیکن دیکھو حضرت یوسفؑ کیا کہتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ۝ انہوں نے اسوقت خدا سے یہ دعا مانگی۔ کہ الٰہی جس کام کی طرف یہ مجھے بلاتی ہے۔ اس سے مجھے قید پسند ہے۔ اور اگر تو میری حفاظت نہ کریگا۔ اور ان کے مکر سے نہ بچائیگا تو شاید یہ جو بن سنور کے مجھے پھسلانا چاہتی ہیں۔ ان کیطرف جھک جاؤنگا اور اسطرح جاہلوں میں سے ہو جاؤنگا۔

698

پانچواں رکوع

(۸ - جنوری ۱۹۱۸ء)

حضرت یوسفؑ کا قید کیا جانا اور قیدیوں کا اپنی رویا بیان کرنا

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ جب حضرت یوسفؑ کو قید میں ڈالدیا گیا - تو اُن کے ساتھ اُس دن دو اور قیدی بھی داخل ہوئے - انہوں نے جب ان کی نیکی اور تقویٰ دیکھا - اور ان کو متقی اور پارسا پایا - تو اپنی اپنی رویا سنائیں - ایک نے تو کہا میں نے یہ دیکھا ہے - کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں - دوسرے نے کہا میں نے یہ دیکھا ہے - کہ میں نے سر پر روٹیاں اُٹھائی ہوئی ہیں اور پرندے انہیں کھا رہے ہیں - ہمیں اس کی تعبیر بتاؤ - ہم تمہیں ایک نیک اور اچھا آدمی سمجھتے ہیں -

یہ بھی انبیاء پر اللہ تعالےٰ کا فضل ہوتا ہے - کہ خواہ دشمن انہیں کیسی ہی تکلیف میں ڈالدیں - مشکلات کے کتنے ہی پہاڑ ان پر لا کھڑے کریں - تو بھی ان کے چہرے پر ایسی علامات ہوتی ہیں - جن کو دیکھکر عقلمند اور دانا ان کی نیکی اور تقویٰ کے قائل ہو جاتے ہیں - یہی وجہ ہے - کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں - جو صرف نبی کی شکل دیکھ کر اسے قبول کر لیتے ہیں - حضرت مسیح موعود کو بھی بہت سے لوگوں نے اسی طرح مانا اور اسی لئے آپ نے تصویر کھنچائی تھی - تاکہ یوروپ میں تقسیم کرائی جائے - چنانچہ جرمن سے ایک عورت نے آپ کو لکھا - کہ میں نے آپ کی تصویر دیکھی ہے - آپ کی شکل مسیح سے ملتی ہے - اس لئے میں آپ کو راستباز سمجھکر دعا کی درخواست کرتی ہوں -

تو حضرت یوسفؑ کی شکل دیکھکر ہی انہوں نے ان کو نیک اور پارسا سمجھ لیا - اور اپنی رؤیا بیان کیں -

قیدخانہ میں تبلیغ

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

حضرت یوسفؑ کی بھی کیا ہی شان معلوم ہوتی ہے - وہ تو خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں - مگر وہ انہیں اسطرح تسلی دیکر کہ جو تمہیں کھانا کھانے کو دیا جاتا ہے - اس کے آنے سے قبل میں تمہیں تمہاری خوابوں کی تاویل بتا دوں گا - تبلیغ شروع کر دیتے ہیں - کہ دیکھو یہ جو مجھے علم حاصل ہوا - جس کی وجہ سے تم مجھ سے اپنی رویا کی تعبیر پوچھتے ہو - یہ خدا ہی کا فضل ہے - اور یہ اسلئے مجھ پر ہوا ہے - کہ میں نے ان لوگوں کی باتیں نہیں مانیں جو خدا کا انکار کرتے ہیں - اور قیامت کے منکر ہیں -

یہ نبی کا خدا سے عشق اور اعلےٰ اخلاق کا نمونہ ہے - بات کیا تھی مگر انہوں نے اس سے تبلیغ کی راہ نکال ہی لی - اور پہلے انہیں تسلی بھی دے دی - کہ تعبیر ضرور بتاؤنگا - تاکہ وہ بد دل نہ ہو جائیں - اور میری بات کو غور سے نہ سنیں - کیونکہ اگر ایسا نہ کہا جاتا - تو وہ بات تو سن لیتے - لیکن خیال ان کا اپنی خوابوں ہی کیطرف ہوتا - کہ شاید ان کے متعلق کچھ بتاتے یا نہ -

طرزِ تبلیغ

پھر تبلیغ بھی کیسے عجیب رنگ میں کی ہے - مصر میں متعدد خدا مانے جاتے تھے - اس عقیدہ کے رد میں انہوں نے یہ نہیں کہا - کہ ایک ہی خدا ہے - اور کوئی نہیں - اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننا چاہیئے - کیونکہ ممکن تھا کہ یہ کہنے سے ان لوگوں کو اپنے پرانے عقائد پر اصرار ہوتا - اور وہ انہیں کو سچا کہتے - بلکہ ان سے پوچھا ہے - يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ کہ بتاؤ تو سہی ایک زبردست رب اچھا ہے یا اگر بہت سے ہوں تو وہ - گویا جسطرح انہوں نے ایک بات پوچھی تھی اسی طرح انہوں نے بھی ایک پوچھی ہے - کہ مجھے بھی تو بتاؤ - کہ ان دونوں باتوں سے کونسی سے اچھی ہے - اس طریق پر سوال کر کے خدا تعالےٰ کی وحدانیت کے متعلق ان کی فطرت سے جواب پوچھا ہے - اور پھر خود ہی کہدیا ہے - مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو - ان کے تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نام دہر لئے ہیں - اللہ نے ان کے معبود ہونے کی دلیل نہیں دی -

یہ شرک کے رد کرنے کی نہایت ہی زبردست دلیل ہے - کہ مان لیا کہ خدا کے شریک ہو سکتے ہیں - اور تم کہتے ہو کہ ایک خدا ہے - اس نے اپنے شریک بنائے ہوئے ہیں - لیکن سوال یہ ہے - کہ جن کو خدا نے شریک بنایا ہے - ان کی صداقت کی کوئی دلیل بھی اس نے دی ہے - یا نہیں - اگر دی ہے - تو پیش کرو - اور اگر نہیں دی - تو وہ معبود نہیں ہو سکتے یہی بات حضرت یوسفؑ نے پیش کی ہے - کہ رب الارباب تو تم بھی مانتے ہو - اور کہتے ہو کہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ وہی دوسروں کو شریک بناتا ہے پھر یہ تو بتلاؤ - کہ خدا نے کس کو اپنا شریک بنایا - اور کس کے شریک ہونے کی دلیل دی ہے - ہم تو دیکھتے ہیں کہ اس کی طرف سے جتنے بھی انسان نبی ہو کر آئے - ان کو خدا نے یہی حکم دیا ہے - کہ میرے سوا کسی کی عبادت

نہ کرو۔ اور کسی کو معبود نہ سمجھو۔ یہی سیدھا اور سچا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

چھٹا رکوع

(۹ جنوری ۱۹۱۹ء)

علم رویا اس رکوع میں خدا تعالےٰ نے نہایت باریک مثالیں رویا کی بیان کی ہیں۔ اور ایک خاص علم رویا کیطرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ میں نے اسی جلسہ میں بعض امور جو رویا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ بیان کئے تھے۔ لیکن ان کے علاوہ بھی بعض اہم امور ہیں ان میں سے ایک بات اس رکوع میں بیان ہوئی ہے۔

بیدینوں کو بھی سچی خوابیں آتی ہیں مصر کے بادشاہ کو ایک خواب آئی۔ اس کا مذہب جو کچھ تھا اس کا تو اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے آچکا ہے۔ کہ عام لوگ کئی ربوں کے قائل تھے۔ اس سے اسکا بے دین ہونا تو ثابت ہے۔ کیونکہ وہ لوگ مشرک تھے۔ ان میں سے دو کی رویا پہلے بیان کی ہے۔ اور ایک کی اب کرتا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ مومنوں کے علاوہ مشرکوں اور ناپاک لوگوں کو بھی خدا کیطرف سے رویا ہو جاتی ہیں۔ اور سچی ہوتی ہیں۔ پھر یہ بھی کہ ایسی رویا پر جو بیدین لوگوں کی ہو مگر سچی ہو۔ اس پر عمل بھی کر لیا جاتا ہے۔ آج کل ہمارے خلاف خیال پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ غیر مامور کی رویا قابل وقعت نہیں ہے۔ بے شک غیر مامور کی رویا جب تک ثابت اور پوری نہ ہو۔ اس وقت تک قابل قبول نہیں۔ لیکن جس کی صدقت کا ثبوت ملجائے۔ اس کا ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ حضرت یوسفؑ نے ان قیدیوں کی خوابوں کو سچا تسلیم کرکے ان کی تعبیر بتائی ہے۔ اور وہ ایسی ہی پوری بھی ہوئی ہیں۔

بادشاہ مصر کی خواب اور اسکی تعبیر اسی طرح اس بادشاہ کو خواب آئی۔ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيْ أَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓأَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ اور بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں سات بیل (بقر نر اور مادہ دونوں کے لئے آتا ہے) موٹے کہ انکو سات دبلے کھائے جاتے ہیں۔ اور سات بالیں سبز اور سات سوکھی۔ اے میرے وزرا بتاؤ۔ اگر تم تعبیر رویا کا علم جانتے ہو۔ یعنی جس کے جاننے کا تمہیں دعویٰ ہے۔ (کیونکہ ایسے لوگ اس کام کے لئے ماہر سمجھکر رکھے جاتے تھے) تو بتاؤ

اس رویا کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا قَالُوْٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيْلِ الْأَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝ اس کے ساتھ مختلف خیالات مل گئے ہیں۔ پراگندہ باتوں کی وجہ سے اضغاث یعنی مختلف خواب ہے۔ اور احلام یعنی یہ ڈراونی ہے۔ اس لئے ہم اسکی تعبیر نہیں جانتے یعنی نہیں بتاتے۔

ڈراونی اسلئے کہ تا کہ یہ کہنے کی وجہ سے ہم سے اسکی تعبیر نہ پوچھے کہ ڈراونی ہے۔ اسکا کیا مطلب پوچھنا ہے۔

ان قیافہ شناسی اور خوابوں کے علم جاننے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ ایسی گول مول بات کرتے ہیں۔ جسکا کوئی صاف مطلب نہ نکلتا ہو۔ اسی طرح انہوں نے کیا۔ پہلے تو کہا۔ کہ اس کے ساتھ مختلف خیالات مل گئے ہیں۔ پھر اس ڈر سے کہ مطلب ہی نہ پوچھ بیٹھے۔ کہدیا کہ یہ ڈراونی ہے۔

جب ان میں سے کوئی نہ بتا سکا۔ تو وہ شخص جسے حضرت یوسفؑ نے قیدخانہ میں اسکی خواب کی تعبیر بتائی تھی۔ اور وہ پوری ہوگئی تھی اس نے کہا کہ مجھے بھیجو میں اسکی تعبیر دریافت کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے حضرت یوسفؑ سے آکر تعبیر پوچھی۔ اور انہوں نے فرمایا۔ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَأَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَأْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۝ع کہ تم سات سال لگاتار اور متواتر کھیتی کرو گے۔ پس اس عرصہ میں جو کچھ تم کاٹو اسکو بالیوں میں ہی رہنے دینا۔ مگر تھوڑا اپنے کھانے کیلئے نکال لینا۔ پھر اسکے بعد سات سال سخت آئینگے۔ جو کھا جائینگے۔ اس کو جو ان کے لئے تم نے پہلے سے رکھی ہوگا یعنی پہلے جو کچھ خوراک تم نے جمع کی ہوگی۔ وہ ان سالوں میں خرچ ہو جائیگی اس کے بعد پھر ایسا سال آئیگا۔ جس میں لوگوں کیلئے مینہ برسائے جائینگے اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ کیطرف سے جو خواب آتی ہے۔ اس کا مطلب انسان کو ہوشیار کرنا یا قبل از وقت خوش کرنا ہوتا ہے۔ لیکن ہوشیار کرنے کے لئے جو خواب آتی ہے۔ اس میں ایسے امور کی اطلاع دینا۔ جو انسان کے اختیار میں ہی نہ ہو۔ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ بذریعہ خواب بتایا تو اس لئے جاتا ہے کہ وہ انسان نقصان سے بچ جائے۔ لیکن جب بچنا ہی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو پھر سوال ہو سکتا ہے۔ کہ کیوں ایسی خواب آتی ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں اور بھی بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں۔ مگر ایک یہ بھی ہوتی ہے۔